نقد و تبصرہ

(تبصرے کے لئے دو نسخے ارسال فرمائیے)

تدبر قرآن جلد ہشتم

تالیف - مولانا امین احسن اصلاحی

ناشر - ماجد خاور

صفحات - ۶۹۰

ہدیہ - ۷۵ روپے

پتا - فاران فاؤنڈیشن ، ۱۲۲ فیروز پور روڈ ،
اچھرہ ، لاہور۔ ۱۶

مولانا حمید الدین فراہی کے طرز فکر پر فہم قرآن کے شائقین کے لئے یہ بات یقیناً موجب طمانینت ہوگی کہ تفسیر نگاری میں ان کے چھوڑے ہوئے ناتمام کام کو بالآخر ان کے تلمیذ خاص مولانا امین احسن اصلاحی نے پایۂ تکمیل تک پہنچا کر دم لیا۔ اس جلد پر تاریخ طباعت اگرچہ نومبر ۱۹۸۰ درج ہے مگر عملاً اس کی اشاعت فروری مارچ ۱۹۸۱ میں ہوئی۔ تدبر قرآن کی ابتدائی چار جلدیں ڈاکٹر اسرار نے انجمن خدام القرآن کی طرف سے شائع کی تھیں۔ باقی چار جلدیں ماجد خاور صاحب نے فاران فاؤنڈیشن کی طرف سے شائع کی ہیں۔ تالیف و تصنیف اور طباعت و اشاعت ، یہ دو اہم مرحلے ہیں جن سے گزر کر ہی کوئی کتاب قارئین کے ہاتھ میں پہنچتی ہے۔ مولانا اصلاحی نے تدبر قرآن کی ضخیم مجلدات کی تسوید میں جس محنت شاقہ سے کام لیا وہ کوئی سر بستہ راز نہیں۔ مولانا نے آٹھویں جلد کے دیباچے میں مختصراً خود بھی اس کا ذکر محض اس حد تک کیا ہے کہ ظاہراً انہیں کتنی عرق ریزی

کرنی پڑی ۔ ذہنی کاوش الگ رہی جس کا اندازہ مادی پیمانوں سے نہیں لگایا جا سکتا ۔ مگر اس محنت کو ٹھکانے لگانے میں ماجد خاور صاحب کی مساعی کو نظر انداز کرنا شاید قرین انصاف نہ ہو ۔ ماجد خاور صاحب اس حلقے کے ایک رکن ہیں جو مولانا اصلاحی نے پہلے «حلقہ تدبر قرآن» کے نام سے قائم کیا اور بعد میں «ادارہ تدبر قرآن و حدیث» کا نام دے کر جس کے کام کو وسعت اور قوت دی گئی ۔ مولانا اصلاحی نے اپنے استاد کے کام کی تکمیل کی تو ماجد خاور صاحب نے بھی اس کی کتابت و طباعت کا اہتمام کرکے شاگردی کا حق ادا کیا ۔ البتہ کتابت کا وہ معیار نہیں برقرار رہ سکا جو اس کتاب کے شایان شان تھا ۔ اس کے پیچھے ایک کہانی ہے جس کے سننے کے بعد یہ عیب چھپ جاتا ہے ۔ اس کے کاتب عبد الغفور کیلانی صاحب نے تدبر قرآن کی پہلی جلد لکھی تو وہ جوان تھے ۔ آٹھویں جلد تک آتے آتے ان پر بڑھاپا آ گیا اور ان کے ہاتھوں میں وہ توانائی باقی نہیں رہی جس سے آغاز کار میں انہوں نے کام لیا تھا ۔ پھر بھی ان کی خواہش تھی کہ اس کی تکمیل انہی کے ہاتھوں ہو ۔ خاور صاحب نے ان کی اس خواہش کا احترام کیا ۔ ان کی شرافت نفس نے یہ گوارا نہ کیا کہ جس کی جوانی تدبر قرآن کی کتابت میں صرف ہوئی اس کی پیری اس سعادت سے محروم رہے ۔ ایسی مثالیں بہت کم مل سکیں گی کہ ایک دو نہیں آٹھ آٹھ ضخیم مجلدات کی کتابت کسی ایک شخص کے ہاتھ سے انجام پائی ہو ۔ بہر کیف اس کے بعد خاور صاحب کا ارادہ ہے کہ وہ تدبر قرآن کا ایک ایسا ایڈیشن شائع کریں گے جس میں ایک ہاتھ استعمال ہوگا اور جس کی کتابت از اول تا آخر یکساں ہونے کے ساتھ معیاری بھی ہوگی ۔ بہر حال تدبر قرآن کے مولف مولانا امین احسن اصلاحی اور اس کے طابع و ناشر ماجد خاور دونوں قدر شناس اہل علم کے شکریے کے مستحق ہیں ۔ ماجد خاور صاحب کو ایک امتیاز یہ بھی حاصل ہے کہ انہوں نے تدبر قرآن کی تبییض اور تصحیح کا کام خود انجام دیا ہے ۔

جیسا کہ سب کو معلوم ہے اور خود مولانا اصلاحی بار بار اس کا ذکر

کرتے رہے ھیں کہ تدبر قرآن مولانا حمید الدین فراھی کے اصول تفسیر کو سامنے رکھ کر انھی کے نہج اور طریق تفسیر پر لکھی گئی ہے ، اس فرق کے ساتھ کہ مولانا فراھی جو تفسیر لکھ رہے تھے وہ عربی میں تھی اور تدبر قرآن اردو میں ہے۔ مولانا فراھی کی تفسیر کے جو اجزاء طبع ھوئے ان کو اردو داں طبقے سے روشناس کرانے کے لئے مولانا اصلاحی ھی نے انہیں اردو میں منتقل کیا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مولانا اصلاحی کی لکھی ھوئی تفسیر کو عرب دنیا سے روشناس کرانے کے لئے غیب سے کون مرد آتا ہے اور یہ کام کرتا ہے کہ اسے عربی کا جامہ پہنائے ۔ بہر حال اس کی ضرورت و اھمیت سے انکار نہیں ھو سکتا ۔ مولانا فراھی کے مشن کی تکمیل جبھی ھوگی کہ تدبر قرآن عجم سے نکل کر عرب تک پہنچے ۔ مولانا فراھی کی مخاطب پوری دنیائے اسلام تھی خاص کر علماء امت ان کے اصل مخاطب تھے ۔ محض اردو خواں طبقے میں اس کی نشر و اشاعت سے وہ عظیم مقصد پورا نہیں ھو سکتا جو مولانا فراھی کے پیش نظر تھا ۔

اس وقت میرے پیش نظر فقط تدبر قرآن کی آخری جلد کا سرسری تعارف کرانا ہے۔ مولانا اصلاحی نے تدبر قرآن لکھ کر مولانا فراھی کے کام کو کس حد تک پورا کیا ۔ مولانا فراھی خود اس کی تکمیل کرتے تو کس طرح کرتے اور مولانا اصلاحی نے اسے کیا تو کس طرح کیا ۔ یہ بجائے خود ایک موضوع ہے جو دعوت تحقیق دیتا ہے ، جس میں ناقدانہ نظر سے تقابلی جائزے کی ضرورت ھوگی ۔ ظاھر ہے یہ کام دیر طلب بھی ہے اور دقت طلب بھی ۔ اس مطالعے کا ایک دلچسپ پہلو یہ بھی ھو سکتا ہے کہ شاگرد نے استاد سے کہاں کہاں اور کس حد تک اختلاف کیا ہے اور یہ اختلاف کس نوعیت کا ہے۔ مولانا اصلاحی نے تو اپنے حصے کا کام کر دیا ہے بقیہ کام دوسروں کے کرنے کا ہے ۔ مولانا اصلاحی کے اپنے تلامذہ اور رفقائے حلقہ میں سے کسی کو یہ کام کرنا چاھئیے ۔

(شرف الدین اصلاحی)

ادارہ تدبـــــر قـــــرآن و حدیث

یہ مختصر کتابچہ ادارے کے تعارف ، قرارداد تاسیس اور دستور پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے اس کا دائرہ قرآن و حدیث دونوں کو محیط ہے۔ اس کے بانی اور سرپرست مولانا امین احسن اصلاحی ھیں جو حال ھی میں قرآن مجید کی تفسیر کے کام سے فارغ ھوئے ھیں اور ارادہ رکھتے ھیں کہ اب اسی نہج پر حدیث کا مطالعہ کرکے اپنے نتائج فکر کو قلمبند کریں۔
اس کتابچے میں تعارف انھی کے قلم سے ہے۔ مناسب معلوم ھوتا ہے کہ دلچسپی رکھنے والے اھل علم کی آگاھی کے لئے مولانا اصلاحی کے تعارف سے ضروری حصے نقل کر دیئے جائیں۔

«مجھے اس کام کی اھمیت میں کبھی شک نہیں ھوا ۔ میں جانتا ھوں کہ جس طرح قرآن دین کا ماخذ ہے اسی طرح حدیث بھی دین کا ماخذ ہے۔ صراط مستقیم کی معرفت اور امت میں وحدت فکر پیدا کرنے کے لئے جس طرح یہ ضروری ہے کہ قرآن پر غور کرنے کی صحیح راہ باز ھو تاکہ اس پر تدبر کرنے والے اس خزانۂ حکمت تک رسائی حاصل کر سکیں جو قرآن کو ان کے لئے صحیح معنوں میں وہ کسوٹی بنا دے جس سے وہ زندگی کے ھر گوشہ میں حق و باطل کے درمیان امتیاز کر سکیں ، اسی طرح حدیث کے خزانہ حکمت سے بہرہ مند ھونے کے لئے بھی اس راہ کا کھلنا ضروری ہے جو اس پر غور کرنے کی صحیح راہ ہے۔ اس کے بغیر نہ دین کا فہم استوار ھو سکتا ہے اور نہ ان اختلافات کو دور کرنے کی کوئی شکل نکل سکتی ہے جو مسلمانوں میں پیدا ھو چکے ھیں اور جن کو دور کیے بغیر اس بات کا کوئی امکان نہیں ہے کہ وہ اسلامی نظام زندگی کی نعمت سے بہرہ مند ھو سکیں ۔ جو لوگ ان اختلافات کو سطحی کہہ کر نظر انداز کرنا چاھتے ھیں اور یہ توقع کیے بیٹھے ھیں کہ یہ آپ سے آپ دور ھو جائیں گے ان کا خیال محض سادگی پر مبنی ہے۔ ان اختلافات کا تعلق قوم کے عوام سے نہیں بلکہ علماء سے ہے اور علماء کے اندر یہ اس غلط انداز فکر سے پیدا ھوئے ھیں جو انھوں نے قرآن اور حدیث کے معاملے میں ائمہ مجتہدین کے

دور کے بعد سے اختیار کر رکھا ہے ۔ جب تک ان کے اس طرز فکر کی اصلاح نہیں ہوگی وہ گروہی تعصبات کی انہی زنجیروں میں جکڑے ہوئے رہیں گے جن میں اس وقت جکڑے ہوئے ہیں اور اس کا قدرتی نتیجہ وہی افتراق ہے جس میں اس وقت مسلمان مبتلا ہیں ۔

قرآن پر غور کرنے کا جو صحیح طریقہ ہے وہ میں نے ''تدبر قرآن'' میں واضح کر دیا ہے اور پورے قرآن کی تفسیر کرکے یہ دکھا بھی دیا ہے کہ اگر یہ راہ اختیار کی جائے تو وہ تمام اختلافات آپ سے آپ رفع ہو جاتے ہیں جو محض قرآن کا صحیح علم نہ ہونے کے سبب پیدا ہو گئے ہیں ۔ میرے نزدیک حدیث پر غور کرنے کے طریقے میں بھی بنیادی اصلاح کی ضرورت ہے ۔ اس وقت حدیث کی تعلیم ہر مکتب فکر کے علماء اپنے اپنے تقیدات کے تحت دے رہے ہیں ۔ کلام و عقائد اور فقہیات میں جس گروہ کا جو مسلک ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ قرآن و حدیث دونوں سے وہ اپنی تائید حاصل کرے اگر چہ اس کے لئے اسے کتنا ہی ظلم کرنا پڑے ، حالانکہ صحیح علمی طریقہ یہ ہے کہ قرآن کی طرح پورے ذخیرہ احادیث پر بھی براہ راست ، ان کے الفاظ ، ان کے موقع و محل ، ان کے سیاق و سباق ، ان کے نظائر و شواھد اور قرآن کے ساتھ ان کی موافقت یا عدم موافقت کے پہلو سے غور کیا جائے اور بغیر کسی گروہی تعصب کے وہ حدیثیں اختیار کی جائیں جو مذکورہ کسوٹی پر پوری اترتی ہیں ، اگر چہ وہ ہماری خواہشوں کے خلاف ہوں ، ہمیں اتباع بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنی ہے نہ کہ اپنی خواہشوں کی یا کسی خاص فقہ و کلام کی ۔

میں نے غالباً ۱۹۳۱ء میں اپنے استاد محدث مبارک پوری مولانا عبد الرحمن شارح ترمذی سے حدیث کے درس لئے ہیں ۔ سچ پوچھیے تو اسی زمانے میں میرے اندر یہ شوق پیدا ہوا تھا کہ صحیحین میں سے کسی ایک کی شرح لکھی جائے جس میں بنائے اعتماد کتاب کا نام یا مجرد حدیث کی سند نہ ہو بلکہ تحقیق حدیث کے وہ فطری اصول ہوں جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے ۔ اس شرح پر ایک مبسوط مقدمہ میں حدیث پر غور و تحقیق کے فطری

اصول بھی بیان کر دیے جائیں اور تمام صحاح کو سامنے رکھ کر اس کتاب کی ایک ایسی شرح بھی لکھ دی جائے جو احادیث پر غور و تدبر اور ان کی تحقیق و تنقید کی قابل اعتماد راہ کھول دے۔ میں نے ایک زمانے میں اس نگاہ سے مسلم شریف کا مطالعہ کیا اور کالجوں کے کچھ فارغین کو اپنے طریقہ کے مطابق درس بھی دئیے۔ جس سے مجھے یہ اندازہ کرنے کا موقع ملا کہ یہ طریقہ سائنٹفک اور اطمینان بخش ہے۔ اس سے حدیث کی بہت سی مشکلیں حل ہو جاتی ہیں جو اب تک حل نہیں ہو سکیں اور جن کے حل نہ ہونے کے سبب سے انکار۔حدیث کے فتنہ کو بڑی تقویت ملی ہے۔ میرے دل میں یہ کام کرنے کا جذبہ بار بار ابھرتا رہا لیکن ”تدبر قرآن“ کا حق مقدم تھا جس کی تکمیل میں عمر کے تئیس سال صرف ہو گئے۔ اب اگر چہ اللہ تعالے نے اس فرض سے سبکدوش کر دیا ہے لیکن اپنے اندر اب وہ طاقت باقی نہیں رہی ہے جو اس قسم کے محنت طلب کام کے لئے مطلوب ہے۔

یہ کام ”تدبر قرآن“ کے کام سے کچھ کم مشکل نہیں ہے۔ اس کو حسن و خوبی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے حدیث، رجال، اصول حدیث اور اصول فقہ کے ہزاروں صفحے پڑھنے ہوں گے اور اس سے کہیں زیادہ قرآن اور عقل و نقل سے اس کی موافقت معلوم کرنے پر غور و تدبر کی ضرورت ہوگی۔ یہ موضوع نسبتاً حساس بھی زیادہ ہے اس وجہ سے جب تک پوری تیاری کے ساتھ کوئی ایسی چیز نہیں پیش کی جائے گی جو لوگوں کو قائل کر دینے والی ہو تو اندیشہ ہے کہ وہ مفید ہونے کے بجائے مضر ہوگی۔ ان وجوہ سے میں اپنے اندر تو یہ ہمت نہیں پا رہا ہوں کہ اس بار عظیم کو اٹھاؤں لیکن اس کام کی اہمیت کا مجھے پورا احساس ہے اس وجہ سے میں نے اپنے آپ کو اس بات پر آمادہ کر لیا ہے کہ اگر کچھ نئی صلاحیتیں اس خدمت کے لئے آمادہ ہو جائیں گی تو میں اپنے علم و استطاعت کی حد تک ان کی مدد کرنے کی کوشش کروں گا

چنانچہ کچھ مخلصین اور دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ ”حلقۂ تدبر قرآن“ کو جو ایک طویل عرصہ سے میرے زیر سرپرستی اور

برادرم خالد مسعود صاحب سلمہ کی نگرانی میں کام کر رہا تھا ، وسعت دے کر ایک ادارہ کی شکل دے دی جائے اور کوشش کی جائے کہ وہ بالتدریج تمام اسلامی علوم کی تحقیق و تنقید کے لئے ایک انسٹی ٹیوشن کی حیثیت حاصل کر لے ۔ اس فیصلہ کے تحت اب اس کا نام تبدیل کرکے " ادارہ تدبر قرآن و حدیث " کر دیا گیا ہے اور اس کے انتظامی ڈھانچہ کو بھی آئینی شکل دے دی گئی ہے ۔

اس ادارے کے پیش نظر مندرجہ ذیل مقاصد ہیں ۔

۱ ۔ قرآن کے تدبر کا اعلی پیمانہ پر اس طرح اہتمام قائم رکھنا کہ وہ تمام علوم و افکار کے لئے کسوٹی کی حیثیت حاصل کر لے اور اس کے ذریعہ سے ان کے حق و باطل میں امتیاز ہو سکے ۔

۲ ۔ قرآن کی طرح حدیث پر بھی ایسا تحقیقی کام جو حدیث و قرآن اور فقہ اسلامی میں ایسی کامل ہم آہنگی واضح کر دے کہ گروہی تعصبات اور فرقہ وارانہ اختلافات کالعدم ہو جائیں ۔

۳ ۔ اصل عربی زبان کو جو قرآن و حدیث کی زبان ہے زندہ رکھنے کی کوشش کرنا تاکہ امت کے اندر صاحب اجتہاد علماء برابر پیدا ہوتے رہیں اور اس وقت معاشی و کاروباری ضرورت سے عربی سیکھنے کا ذوق جو بڑھ رہا ہے وہ اصل مقصد سے لوگوں کو غافل نہ کرنے پائے ۔

۴ ۔ موجودہ زمانے کے طبیعیاتی اور ما بعد الطبیعیاتی نقطہ ہائے نظر پر تنقید اور ان کے بارے میں قرآن و سنت کے نقطہ نظر کی خالص علمی سطح پر اس طرح وضاحت کرنا کہ قرآنی علم کلام کی تشکیل جدید کی راہ کھلے ۔

۵ ۔ اہم تمدنی و تہذیبی مسائل کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کرنا ۔

۶ ۔ ایک لائبریری کا قیام جو دینی علوم پر ریسرچ کرنے والوں کی ضرورت پوری کر سکے ۔

۷ ۔ ایک ایسے علمی جریدہ اور مکتبہ کا قیام و اہتمام جو ادارہ کے تحقیقی

کاموں کی اشاعت کا ذریعہ ہو سکے۔

ان مقاصد کو بروئے کار لانے کے لئے ظاہر ہے وسیع سرمایہ کی ضرورت ہے جو نہ اس وقت میسر ہے اور نہ مستقبل قریب میں اس کے میسر ہونے کی توقع ہے۔ اس وجہ سے طے یہ کیا گیا ہے کہ میسر وسائل کے اندر جو کام شروع کیا جا سکتا ہے وہ بلا تاخیر شروع کر دیا جائے اور جس رفتار سے وسائل میں وسعت ہوتی جائے اسی رفتار سے مزید قدم آگے بڑھائے جائیں۔

اس وقت جن کاموں کو ترجیح دی گئی ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں :۔

۱۔ ایک موزوں مکان کی تلاش جو دفتر، لائبریری اور درس وغیرہ کے لئے فی الجملہ موزوں ہو۔

۲۔ ایک ہمہ وقتی ریسرچ فیلو کا انتخاب جو اللہ کا نام لے کر کام شروع کر دے۔

۳۔ چند طالبعلموں کا انتخاب جو ادارہ سے وابستہ رہتے ہوئے عربی زبان اور دوسرے قدیم و جدید علوم سیکھیں تاکہ آگے ان کے اندر سے موزوں آدمی تحقیقی کاموں کے لئے نکل سکیں۔

۴۔ ایک ماہوار رسالہ کا اجراء جو ادارہ کے تحقیقی کاموں اور دوسرے محققین کے مقالات کی اشاعت کا اہتمام کرے۔

۵۔ قرآن اور حدیث کے تحقیقی درس کا اہتمام۔

٦۔ کتب خانہ کے لئے فی الحال تحقیق حدیث سے متعلق ضروری کتابوں کی فراہمی۔»

(صفحات ۳ ۔ ۷)

قرار داد تاسیس کی رو سے یہ ادارہ یکم محرم ۱۴۰۱ ھ مطابق ۱۰ نومبر ۱۹۸۰ ء کو معرض وجود میں آیا۔ اس کے ارکان اساسی میں درج ذیل آٹھ اشخاص کے نام ہیں۔

خالد مسعود، منیر احمد، مسعود اکبر پاشا، جاوید احمد، عبد اللہ غلام احمد، سعید احمد، ماجد خاور، محمد ارشد۔

ان میں سے اکثر کو میں شخصی طور پر جانتا ہوں۔ نوجوانوں کی یہ ٹیم اصلاحی صاحب کی تعلیم و تربیت سے بہرہ ور ہو کر پیش نظر مقصد کی تکمیل کے لئے تیار ہو رہی ہے۔

اس کتابچے میں ایک فرو گزاشت یہ رہ گئی ہے کہ ادارے کا کوئی پتا درج نہیں کیا گیا کہ اگر کوئی رابطہ قائم کرنا چاہے تو کس پتے پر کرے۔ یہ ادارہ ابھی نوزائیدہ ہے۔ اس کو وجود میں آئے ابھی چند مہینے ہوئے ہیں۔ فقط لاہور سے اس کی نشاندھی ممکن نہیں۔ آج کل مولانا اصلاحی کا ہفتہ وار درس ۲۸۴ ریواز گارڈن لاہور، میں ہوتا ہے۔ اس پتے پر رابطہ ہو سکتا ہے۔ ایک اور پتا فاران فاؤنڈیشن، ۱۲۲ فیروز پور روڈ اچھرہ، لاہور"۔ کا بھی ہے جس پر مولانا اصلاحی کی ڈاک آتی ہے۔

(شرف الدین اصلاحی)

★ ★ ★ ★ ★ ★ ★